71

اپنے فوائد کو جماعت کے فوائد پر قربان کرو

فرمودہ ۳۰ ؍جنوری ۱۹۲۰ء

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے قوانین کے ماتحت پیدا کیا ہے اور اس کی زندگی کو ایسے آئین کے ماتحت رکھا ہے کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی احتیاج میں مُبتلا ہوتا ہے۔ اور اس کے مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے یہ ایک دوسرے سے ملکر کام کرنے کا محتاج ہے اور اس میں لیاقت ہے کہ دوسروں سے ملکر اپنی آسائش و آرام کے کام کرے۔ اس طاقت کے ماتحت اس کو بہت سی ضروریات پیش آتی رہتی ہیں اور انسان طبعاً اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے آرام کو دوسروں سے مقدم کرتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ اپنی تکلیف کو سمجھتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ اس کا حق دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ انسان اپنی مشکلات کو سمجھ سکتا ہے۔ دوسروں کی مشکلات کو نہیں سمجھتا۔ اس لیے یہ اپنے حق کو دوسروں کے حقوق پر فائق سمجھتا ہے۔ بیمار اپنی تکلیف کو زیادہ سمجھتا ہے اس لیے وہ شکایت کرتا ہے کہ ڈاکٹر نے دوسرے کو پہلے دیکھا مجھے بعد میں، ایک سائل کا یہ خیال ہے کہ مَیں زیادہ حقدار ہوں۔ تجارت میں بھی یہی ہوتا ہے کہ ایک شخص سودا خریدنے جاتا ہے۔ وہ شکایت کرتا ہے کہ مجھے بعد میں سودا دیا گیا۔ اور بعض کو مجھ سے پہلے دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنی ضرورت کو زیادہ محسوس کرتا ہے۔ دوسرے کی ضرورت کا اس کو احساس نہیں ہوتا۔ اپنی چھوٹی ضرورت کو دوسرے کی بڑی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے۔

تمدن و حکومت کے فوائد کو علیحدہ کر کے اگر دیکھا جاتے تو مذہب نے اس غلطی سے دُنیا کو خوب آگاہ کیا ہے۔ تمدن و سیاست نے بھی اس بات کی تعلیم دی ہے۔ مگر یہ کہ اپنے اپنے حلقہ میں، دوسروں کے لیے نہیں۔ مگر مذہب نے اس تعلیم پر خاص زور دیا ہے۔ اخلاق کی بنیاد ہی اس مسئلہ پر ہے کہ اپنے خیالات۔ جذبات۔ احساسات اور احتیاجات کو دوسروں پر مقدم نہ کیا جائے۔ لوگوں کی

یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر ان کی گالی کے جواب میں کوئی شخص ان کو گالی دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے گالی دیدی تو خیر دیدی، مگر اس نے کیوں دی۔ مگر مذہب نے اس طرف متوجہ کیا کہ دوسروں کے احساسات کو اپنے احساسات وجذبات کی نسبت اہم وقیمتی یقین کرو۔ پھر اس سے بھی ترقی کرو۔ اور افراد کے فوائد کو جماعت کے فوائد پر قربان کردو۔ اور جماعت کی ضروریات کے مقابلہ میں اپنی ضروریات کو رائی کے برابر قدر واہمیت نہ دو۔ اور جماعت کے فوائد کے مقابلہ میں زید وبکر اپنے فوائد کو قربان کردیں۔

یہ قاعدہ ہے کہ انسان اپنی ضروریات کے مقابلہ میں دوسرے کی ضروریات کا اندازہ کرتے وقت دھوکہ کھاجاتا ہے۔ اس لیے چاہیئے کہ اپنے فوائد کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔ مگر جہاں جماعت کے فوائد کا سوال آجائے۔ وہاں اپنے فوائد کو مقدم کرنا جرم ہے۔ قریب ہے کہ اس سے اتحاد ٹوٹ جائے۔ اور کام ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور جماعتیں معدوم ہوجائیں۔

جماعت کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ چند افراد اقرار کرتے ہیں کہ وہ سب اپنے اپنے فوائد کو جماعت کے فوائد پر قربان کردینگے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو کوئی جماعت جماعت نہیں کہلا سکتی۔ مسلمانوں کو اسی بات کے نہ ہونے نے کھویا۔ ایک وقت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی مردم شماری کی جائے جب مردم شماری کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ سات سو ہیں۔ صحابہ نے اس وقت عرض کیا، کہ یا رسول اللہ اب ہمیں کون برباد کرسکتا ہے۔ اب تو ہم خدا کے فضل سے سات سو ہوگئے ہیں[1]۔ اس وقت سات سو مسلمانوں نے خیال کیا کہ اب ہمارا تمدن اور اتحاد وایثار ایسا ہوگیا ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت ہمیں گزند نہیں پہنچا سکتی۔ مگر اَب کہ یورپ کے اندازے کے مطابق مسلمانوں کی تعداد بیس کروڑ ہے۔ اور خود مسلمان اپنی تعداد چالیس کروڑ بتا رہے ہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ اس وقت سات سو تھے۔ ان کو دُنیا کی کوئی طاقت واقعی نہ مِٹا سکی۔ لیکن اب کہ چالیس کروڑ ہیں۔ جو اُٹھتا ہے۔ ان کو مٹا دیتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ سات سو، چالیس کروڑ سے بھی زیادہ تھے۔ اور چالیس کروڑ ان میں سے ایک کے بھی برابر نہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی کہ ان سات سو میں سے ہر ایک اپنے آپ کو سات سو کے لیے قربان کرنے کو تیار تھا اور قربان کردیتا تھا۔ مگر اب ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ چالیس کروڑ کو اپنی اُمنگ پر قربان کرڈالے اب ان چالیس کروڑ کی مثال ایسی ہی ہے۔ جو ایک مٹی کا کھلونا ہو جو چاہے ذراسی ٹھوکر سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردے کیونکہ ان میں کوئی بھی نہیں جو اپنے فوائد کو جماعت کے فوائد پر قربان کردے۔

---

[1] مسلم کتاب الایمان باب جواز الاستسرار للخائف

اگر ہماری جماعت کے لوگ اس گُر کو اچھی طرح سمجھ لیں اور یہ قطعی فیصلہ کر لیں، کہ اپنے فوائد کو جماعت کے فوائد پر قربان کر دینگے۔ وہ فیصلہ کر لیں کہ اگر ان کا مال جاتا ہے تو جاتے مگر جماعت کو کوئی فائدہ ہو۔ اگر ان کی جان جاتی ہے تو جاتے۔ مگر جماعت کو فائدہ ہو۔ اگر ان کی جائیداد جاتی ہے تو جاتے مگر جماعت کو فائدہ ہو۔ اگر یہ بات ہو جائے اور جماعت کا ہر ایک فرد اپنے فوائد پر جماعت کے فوائد کو مقدم کرے۔ تو جس طرح سات سو صحابہ نے کہا کہ ہم تباہ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہم تو خدا کے فضل سے لاکھوں ہیں۔ ہمیں خدا کے فضل سے کوئی طاقت تباہ نہیں کر سکتی۔ اور اگر یہ بات ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ترقی کا قدم بہت تیزی سے اُٹھے اور ہم بہت جلد دُنیا میں پھیل جائیں مگر افسوس ہے کہ ابھی ہماری جماعت میں اس بات کی کمی ہے۔

میری چونکہ آج طبیعت اچھی نہیں۔ جب صحت ہو گی میں انشاء اللہ اس پر تفصیل سے بیان کروں گا اور بتاؤں گا کہ کس طرح ذاتی فوائد و اغراض و احساسات کو جماعت کے فوائد میں آسانی سے قربان کر دینا چاہیئے۔" (الفضل ۹ر فروری ۱۹۲۰ء)